خلق محمدی ﷺ میں ہماری نجات ہے اس کو اپنائیں۔

لین دین کے معاملات احادیث کی روشنی میں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 ستمبر 1994ء بمقام احمد یہ سنٹر۔Schnelsen، جرمنی)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

آج مختلف ملکوں میں جو اجتماعات وغیرہ ہو رہے ہیں ان میں سے جن کی طرف سے دعا کی درخواست آئی ہے اور اعلان کرنے کا تقاضا ہے ان میں مجلس انصار اللہ ضلع کوئٹہ اور مجلس انصار اللہ ضلع چکوال کے دو روزہ سالانہ اجتماعات یکم ستمبر سے شروع ہیں اور آج خطبہ جمعہ کے ساتھ اختتام ہوگا۔ جماعت ہائے احمد یہ ویسٹرن کینیڈا کا سترھواں جلسہ سالانہ کل 3 ستمبر سے شروع ہو رہا ہے اور دو دن جاری رہے گا۔ تعلیم الاسلام پبلک اسکول آسنور کشمیر نے 28 اگست کو جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد کیا۔ اطلاع دیر سے ملنے کی وجہ سے اعلان نہ ہو سکا۔ انہوں نے بھی اس موقع پر پیغام کی خواہش کی تھی۔ ایک فیکس ابھی ملا ہے لجنہ کوما کی، جاپان کا ایک روزہ سالانہ اجتماع 4 ستمبر بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے ان سب کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے سب اجتماعات کو محض للہ کرے اور محض للہ اجتماعات کی تمام برکتوں سے ان کو نوازے۔

جیسا کہ میں پہلے بھی بار بار یاد دہانی کروا چکا ہوں خطبات کا جو سلسلہ جاری ہے اس کا گہرا تعلق سورۃ جمعہ کی اس عظیم خوشخبری سے ہے۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ان آخرین میں بھی بھیجے جائیں گے جو ابھی تک ان اوّلین سے مل نہیں

سکے۔ یعنی ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب کہ وہ آخرین پیدا ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ ان اوّلین سے ملا دے گا۔ میں جماعت کو یہ سمجھا رہا ہوں کہ اس ملانے کے لئے ایک بہت عظیم اور مضبوط پل کی ضرورت ہے اور یونہی کہانیوں کی طرح فرضی طور پر نہیں ملائے جائیں گے بلکہ اس کی ایک معقول وجہ دکھائی دے گی اور دنیا کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ آخرین اوّلین سے مل گئے ہیں۔ وہ ملانے والا پل کہہ لیجئے یا وہ مضبوط رسی جس کے ذریعے سے آپ کا اولین سے رابطہ ہونا ہے وہ خلق محمدیؐ ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے جس طرح اپنوں پر محنت فرمائی اور دن رات جانفشانی کے ساتھ آپؐ نے اپنے صحابہؓ کے اخلاق کو درست فرمایا اور کچھ فطری طور پر آپؐ کے حسن میں ایسی شان تھی کہ محنت کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی اس لئے بہت سے عشاق تھے جو آپؐ کے حسن کے گرویدہ ہوکر از خود ہی آپؐ کے اخلاق ان کی ذات میں منتقل ہوتے چلے جاتے تھے۔ یعنی نور محمدؐ ان میں سرایت کرتا جاتا تھا۔ اب بھی وہی دور ہے ان معنوں میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا کہ آنحضور ﷺ کی سیرت کو ازسرِ نو زندہ صورت میں دکھائیں اور آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ آنے والا ایک ایسا شخص ہوگا کہ ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو اسے زمین پر کھینچ لائے گا۔ (بخاری کتاب التفسیر حدیث: 4518) پس ایمان کا دوبارہ زندہ ہونا اور خلق محمدیؐ کا انسانوں کی سیرت میں سرایت کر جانا درحقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس آنحضرت ﷺ کی نصائح اور آپؐ کے اعمال حسنہ کے حوالے سے جو میں خطبات سلسلہ وار دے رہا ہوں ان کو توجہ سے سنیں اور ان پر غور کریں اور جہاں تک توفیق ملے دعاؤں کے ساتھ، صبر کے ساتھ، اللہ تعالیٰ سے نمازوں کے ذریعے مدد مانگتے ہوئے ان تمام اخلاق کو اپنائیں جو آنحضرت ﷺ کے اخلاق تھے۔ ان تمام اخلاقی نصیحتوں پر عمل فرمائیں جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں عطا فرمائیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ظلماً کسی مسلمان کا حق مار لے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کی آگ مقدر کر دیتا ہے اور جنت اس پر حرام کر دیتا ہے۔ (مسلم کتاب الایمان حدیث: 194)۔ اب یہ ایک ایسی بات ہے جو اس زمانے کا روزمرہ کا دستور بن چکی ہے اور بڑی قومیں اگر حق مارتی ہیں تو قومی حساب سے مارتی ہیں۔ انفرادی اخلاق کے لحاظ سے ان کا مرتبہ مشرقی قوموں کے مقابل پر بہت اونچا ہے

لیکن قومی ظلم وستم میں کسی طرح سے کسی سے پیچھے نہیں۔ مگر بہر حال جہاں فرداً افرداً کسی کے حقوق کی ادائیگی کا سوال ہے، سچ بولنے کا سوال ہے، لین دین میں دیانتداری کا سوال ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مغربی اقوام، مشرقی اقوام کے مقابل پر غیر معمولی طور پر اسلام کے قریب ہیں اور یہ خوشکن پہلو ہے جس کو دیکھ کر ان کے لئے نجات کی امید پیدا ہوتی ہے مگر وہ مشرقی اقوام جو دن رات مذہب کا پرچار کرتی ہیں مذہب کے نام پر ہر قسم کی زیادتی بھی جائز سمجھتی ہیں اپنے نفس پر زیادتی کی قائل نہیں ہیں۔ اپنے نفس کو ذبح کر کے خدا کے حضور حاضر کر دینے کی قائل نہیں ہیں۔ جہاں ان کے ذاتی مفادات کا قومی مفادات سے ٹکراؤ ہو، جہاں ان کے ذاتی مفادات کا مذہبی مفادات سے ٹکراؤ ہو، اعلیٰ روحانی اقدار کا تصادم ہو وہ ہمیشہ اعلیٰ اقدار کو اپنی ذلیل ادنیٰ اقدار پر قربان کرتی چلی جاتی ہیں۔ یہ وہ گہرا نقص ہے جو لین دین کے معاملات میں سب سے زیادہ کریہہ صورت میں دکھائی دیتا ہے۔

لین دین کے معاملات میں ہمارے اکثر مشرقی ممالک میں اتنی کریہہ صورت ہے، اتنی مکروہ صورت ہے کہ وہ صورتحال دیکھ کر یقین نہیں کر سکتا کہ ان سوسائٹیوں کا حقیقۃً مذہب سے کوئی تعلق ہے۔ ہمارے سپرد اگر ہم آخرین ہیں، اگر ہم وہی ہیں جن کا سورۂ جمعہ میں ذکر فرمایا گیا نہ صرف اپنے خلق کو آنحضور ﷺ کے خلق کے مطابق کرنا ہے بلکہ ان تمام قوموں کے اخلاق میں بھی پاک تبدیلی پیدا کرنا ہے اور ہماری بعثت کا اوّلین مقصد ہے۔ پس اس پہلو سے جماعت میں جہاں داغ داغ یہ کمزوریاں دکھائی دیتی ہیں اس سے غیر معمولی تکلیف پہنچتی ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ نسبتاً یہ چادر سفید ہے مگر یہاں نسبت کا معاملہ ایک دھوکے والا معاملہ ہے۔ جب آپ کہتے ہیں جماعت احمدیہ نسبتاً بہتر ہے تو موازنہ کرتے ہیں ان بدوں سے جو تمام تر بدیوں میں ڈوبے پڑے ہیں ان کے مقابل پر تو اچھا ہونا کوئی خوبی اور تعریف کی بات نہیں ہے۔ اس پر تو یہی محاورہ صادق آتا ہے کہ ''اندھوں میں کانا راجہ'' کانا ہونا ایک عیب ہے اور عیب ہی رہے گا ہاں اگر اندھوں کی دنیا میں اس کو راجہ منتخب کر لیا جائے تو یہ موازنہ کر کے کہ دیکھیں اندھوں کا راجہ ہے آپ اس کے عیوب کو دور تو نہیں کر سکتے۔ پس موازنہ کرنا ہے ان سے جن سے خدا نے کیا ہے یعنی اولین سے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ (الفتح:30) اور ان لوگوں کے ساتھ جو آپؐ کے ساتھ تھے۔ جنہوں نے آپؐ سے اخلاق سیکھے ان سے جب موازنہ کریں تو اپنی نیکیاں بھی داغ داغ دکھائی دینے لگتی ہیں۔

پس ترقی کی خاطر اور ان اعلیٰ مراتب کو حاصل کرنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کر رکھے ہیں مگر ہاتھ بڑھانا اور چند قدم اس طرف بڑھانا ہمارا کام ہے۔ آپ پر لازم ہے کہ اخلاق مصطفویؐ کو اپنائیں اور ان سے چمٹ جائیں، اسے وہ رسی سمجھ لیں، وہ عروہ سمجھ لیں جس پر ہاتھ ڈالا جائے تو پھر وہ یا تو الگ نہیں ہوسکتا۔ اخلاق مصطفویؐ کو ایسا اپنی جان سے لگا لیں اس مضبوطی کے ساتھ اس پر ہاتھ ڈال دیں کہ پھر دنیا کی کوئی طاقت اس ہاتھ کو اخلاق مصطفویؐ سے جدا نہ کر سکے۔ یہ وہ مضمون ہے جو میں بیان کر رہا ہوں اور اس کی اہمیت بار بار بیان کرنی پڑتی ہے، بار بار تمہید آپ کے سامنے پیش کرنی پڑتی ہے تا کہ آپ محض اس کو ایک عام درس نہ سمجھ لیں، اس اعلیٰ مقصد کے ساتھ ہمیشہ اس کا ربط پیش نظر رکھیں اس کا تعلق ہمیشہ آپ کے سامنے رہے۔ پھر ان باتوں کو سنیں اور ان باتوں پر عمل کی کوشش کریں۔

لین دین کے معاملات ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مجھے جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی ہمیشہ تکلیف دہ خبریں ملتی رہتی ہیں۔ ایسے افراد کی شکائتیں آتی ہیں بعض دفعہ اپنے بعض دفعہ غیر کرتے ہیں بعض دفعہ غیر احمدی مسلمان کرتے اور بعض دفعہ غیر مسلم بھی طعنہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان سے بعض دفعہ مجھے غیر مسلموں کے طعنے ملے کہ ہم نے سنا تھا آپ کی جماعت بہت خدا ترس جماعت ہے، نیک جماعت ہے اور اس جماعت کے اس فرد نے تو ہم سے یہ معاملہ کیا۔ جب تحقیق کروائی گئی تو اس غیر مسلم کی بات سچ نکلی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت احمدیہ میں جماعت سے تعلق قائم رکھنے کا اتنا گہرا جذبہ ہے کہ اگر ان کو یہ خطرہ محسوس ہو بعض انسانوں کو جو بعض باتوں میں کمزوری دکھاتے ہیں کہ اس کے بعد ہماری علیحدگی ہے تو پھر وہ حتی المقدور کوشش کرتے ہیں کہ علیحدگی کی نوبت نہ آئے۔ تو ایسے لوگوں کو جب میں نے لکھا اور ان کو علم ہوا کہ بات مجھ تک پہنچ چکی ہے تو کسی کمیشن بٹھانے کی ضرورت نہیں پڑی، کسی اور جھگڑے کو طول دینے کی ضرورت نہیں پڑی از خود انہوں نے استغفار کیا، توجہ کی، وہ رقمیں جو دبا بیٹھے تھے ادا کیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو خطرناک ٹھوکر سے نجات پانے کی توفیق ملی۔ یہاں جرمنی سے بھی ایک دفعہ ایک ہندو عورت نے مجھے لکھا کہ فلاں شخص پر جو جماعت احمدیہ کا ممبر ہے میں نے احسان کیا، اس کے ساتھ حسن معاملہ کیا اور اس نے پھر یہ مجھے بدلہ دیا کہ اتنے میرے پیسے دبا کے بیٹھ گیا ہے۔ جب اس کی ضرورت تھی محض

اس لئے کہ میرا احمدیوں سے تعلق تھا اور میں جانتی تھی کہ احمدی عام انسانی معاملات میں باقی سب سے بہتر ہیں اس بات پر بھروسہ کرتے ہوئے میں نے اس پر بھروسہ کیا بلکہ احسان کا معاملہ کیا تو بہت ہی تکلیف دہ صورتحال میرے سامنے آئی اور ایسی اور بھی آتی رہتی ہیں اگرچہ کم ہیں مگر ہیں ضرور۔ پس آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو غور سے سن لیجئے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ظلماً کسی مسلمان کا حق مارے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کی آگ مقدر کر دیتا ہے اور جنت اس پر حرام کر دیتا ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا حضورؐ اگر وہ تھوڑی سی چیز ہو تو پھر بھی آپؐ نے فرمایا ہاں چاہے پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔ معمولی بھی ہو تو اس کی یہی سزا ہوگی۔ لیکن یہاں لفظ مسلمان سے آپ کسی دھوکے میں مبتلا نہ ہوں۔ دوسری احادیث میں بالبداہت یہ ذکر ملتا ہے کہ مسلمان کے لئے کسی انسان کا حق مارنا بھی دوزخ کھانے کے مترادف ہے۔ پس بعض دفعہ آنحضرت ﷺ نے مسلمان کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ مسلمانوں میں اسلام کی محبت کے تقاضے کے پیش نظر، ان کو خصوصیت سے ایک تحریک کرنے کی خاطر اور ایک چیز کی کراہت بتانے کے لئے جو شخص اپنے بھائی کو نہیں چھوڑے گا غیر کو اس سے کیسے امن مل سکتا ہے۔ پس یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ آنحضورؐ کا مقصد یہ ہے کہ تم مسلمان کا مال نہ کھانا بلکہ غیروں کے کھا جانا۔ یہ تو ایک ایسی چیز ہے جس پر قرآن لعنت ڈالتا ہے اور یہود کی مثال لعنت کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اپنوں کے تو بے شک حقوق ادا کرو، غیروں کے پیسے جتنے ہیں کھاؤ سب تم پر حلال ہے۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسے پاکستان کے بعض مولوی فتوے دیتے پھرتے ہیں اور کھلم کھلا اعلان کرتے ہیں کہ جس جس نے بھی کسی احمدی کے پیسے دینے ہیں وہ نہ دے وہ اس احمدی پر حرام ہیں اور جس نے دینے ہیں اس پر حلال ہو چکے ہیں تو یہ بدبخت یہود کی خصلت ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور قرآن اس عادت پر لعنت ڈالتا ہے کہ اپنوں کے پیسوں کے ساتھ تو ٹھیک معاملہ کرو اور غیروں کے پیسے ہضم کر جاؤ۔ یہ ایک ایسی مکروہ چیز ہے جس کی مثال قرآن کریم نے کھول کر بیان کر دی۔ پس احادیث نبویہ کو قرآن سے الگ کر کے ان کو سمجھنا ایک جہالت ہے اور احادیث پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ پس جہاں بھی مسلمان کا لفظ آیا ہے وہاں گہرائی سے اس مضمون میں ڈوب

کر سمجھنا چاہئے کہ کیوں فرمایا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو شخص ایسا بدنصیب ہو کہ اپنے بھائی مسلمان کے پیسے بھی مار جاتا ہے اس سے غیروں کے معاملات میں انصاف کرنے کی کوئی دور کی بھی توقع نہیں کی جاسکتی۔ وہ تو سارے بنی نوع انسان کے لئے خطرہ بن جاتا ہے۔ پس لفظ مسلمان کہنا اس موقع پر غیر کے مال کھانے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ غیر کے مال کھانے سے روکنے کے لئے ایک عمدہ نصیحت کا طریق ہے جسے اسلام کی محبت کو اُکسا کر آنحضرت ﷺ نے تربیت کے لئے استعمال فرمایا ہے۔ پس فرمایا کہ جو شخص ظلماً کسی مسلمان کا حق مار لے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کی آگ مقدر کر دیتا ہے اور جنت اس پر حرام کر دیتا ہے۔

حضرت حکیم بن حزامؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خرید وفروخت کرنے والوں کو جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں انہیں اختیار ہے کہ وہ سودا فسخ کر دیں اور اگر خرید وفروخت کرنے والے سچ بولیں اور مال میں اگر کوئی عیب یا نقص ہے تو اسے بیان کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس سودے میں برکت دے گا اور اگر وہ دونوں جھوٹ سے کام لے کر کسی عیب کو چھپائیں گے یا ہیرا پھیری سے کام لیں گے تو اس سودے سے برکت نکل جائے گی۔ (بخاری کتاب البیوع حدیث: 2825)

اس میں لین دین کے معاملات کی دو تین نصیحتیں ہیں ان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ روزمرہ کا اپنا فطرت ثانیہ کی طرح کا دستور بنالینا چاہئے۔ ایک تو یہ کہ جب تک سودا ہو رہا ہے اور اگر افہام وتفہیم ہو بھی گئی ہے، ہاں کہہ بھی دی گئی ہے اگر اٹھنے سے پہلے کوئی شخص وہ سودا فسخ کر دیتا ہے تو اس کو حق ہے لیکن اٹھنے کے بعد جب جدائی پڑ جائے پھر اس کو حق نہیں ہے کہ اس سودے کو فسخ کرے۔ دوسرے بات یہ فرمائی گئی ہے کہ خرید وفروخت کرنے والے سچ بولیں یعنی اپنے اموال کے عیوب بھی بیان کریں۔ آنحضرت ﷺ کا یہ دستور تھا کہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ جس کی ڈھیری ہے گندم وغیرہ کی، جنس کی اس میں جو خراب دانے ہیں وہ اوپر کر کے پیش کرے اور جو کمزور دانے ہیں یا خراب ہیں یا بھیگے ہوئے ہیں ان کو خشک دانوں میں چھپائے نہیں۔ چنانچہ خلفاء کا بھی یہی دستور تھا کہ نگرانی فرماتے تھے کہ منڈیوں میں یہ دھوکہ نہ ہو کہ اچھے صحت مند دانے اوپر رکھے گئے ہوں اور خراب دانے نیچے دبا دئے گئے ہوں۔ ہمارے ہاں تو معاشرے میں روزمرہ کا دستور ہی یہ ہے۔ پھلوں کی پیٹیاں سجائی جاتی ہیں تو اچھے پھل چن کر اوپر رکھے جاتے ہیں اور سارے گندے نیچے ڈال دئے جاتے ہیں

اور اس کے بعد جب کھولنے والا دیکھتا ہے تو بعد میں پتا چلتا ہے وہ کس بات کا سودا کر بیٹھا ہے۔ تو بددیانتی کے سودے نے سارے کے سارے معاشرے کو گندہ کر دیا ہے۔ کسی چیز پر اعتبار نہیں رہا۔ یورپ میں دیکھیں کبھی اس معاملے میں دھوکے سے کام نہیں لیتے۔ جو چیز سامنے دکھائی دے رہی ہے وہی اندر بھی ہوگی۔ آخری تہہ تک وہی چیز نکلتی چلی جائے گی۔ پس جماعت احمدیہ کو اس معاشرے میں رہ کر اس نیکی میں بھی ان سے آگے نکلنا چاہئے۔

جب قوموں میں اقتصادی بحران پیدا ہوتے ہیں تو بعض اقوام کے اخلاق جو اقتصادی تجربے کے نتیجے میں حاصل ہوتے ہیں اور اقتصادی ترقی کے نتیجے میں حاصل ہوتے ہیں وہ رفتہ رفتہ کمزور پڑنے لگتے ہیں۔ ان کے اخلاق ہم سے بہت اچھے ہیں ان باتوں میں، مگر ان کی بنیاد مذہب نہیں ہے بلکہ سینکڑوں سال کا اقتصادی تجربہ ہے۔ اقتصادی تجربے نے ان کو بعض اصول سکھائے اور ان سے انہوں نے فائدہ اٹھایا لیکن جب اقتصادی بحران پیدا ہوں تو غیر مذہبی قوموں کے ایسے اخلاق بھی ہاتھ سے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کی بقاء کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ مذہبی قوموں میں فرق یہ ہے کہ اگر وہ سچی ہوں اگر واقعۃً اللہ سے تعلق ہو تو اقتصادی بہتری یا اقتصادی بدحالی کا ان کے اخلاق سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہر صورت میں ہر حال میں وہ اپنے اعلیٰ اخلاق پر قائم رہتے ہیں۔

پس جماعت جرمنی میں خصوصیت سے جہاں اب احمدی تجارت کی طرف مائل ہو رہے ہیں نصیحت کرتا ہوں اور یہ نصیحت سب دنیا کے لئے ہے مگر آج میں چونکہ جرمنی سے خطاب کر رہا ہوں اس لئے جرمنی اولین مخاطب ہے۔ اپنے تجارت کے معاملے میں ایسا نمایاں کردار دکھائیں کہ وہ ضرب المثل بن جائے اور ہر تجارت کرنے والا جو احمدی سے تجارت کرے اسے کامل یقین ہو کہ احمدی کبھی دھوکہ نہیں دیتا اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ برکت پڑے گی اور یہ نہ کرو گے تو تمہاری برکتیں زائل ہو جائیں گی۔ اس لئے خواہ روحانی طور پر اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر یہ کام کریں، خواہ عقل سے کام لیں دونوں کا نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے۔ عقل سے کام لیں تب بھی اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ تجارتوں میں برکت پڑے تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی نصیحت پر عمل کریں اور کامل سچائی سے اور صاف گوئی سے کام لیں، اپنے مال کا جو نقص ہے وہ بتایا کریں اور پھر جو سودا ہوگا وہ یقیناً اس موقع پر ہی برکت کا موجب نہیں بلکہ آئندہ بھی ہمیشہ آپ کے

لئے برکت کا موجب بنے گا۔

یہ ایک عقل کی بات ہے لیکن محض عقل کا سودا مومن عقلمند کے لئے کافی نہیں۔ اُولُوا الْاَلْبَابِ کی یعنی وہ مومن جو عقل رکھتے ہیں ان کی جو تعریف قرآن کریم نے فرمائی ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ ان کی عقل ہمیشہ ان کو خدا کی طرف لے جاتی ہے۔ یعنی دنیا کے سودے کرنے والے بھی عقل والے ہوتے ہیں وہ فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن مومن اور اس دنیا دار عقل مند میں فرق ہے۔ مومن عقل والا بہت بڑی قیمت لگاتا ہے اپنے سودے کی اور جہاں ایک طرف کچھ نقصان اٹھانے پر آمادہ ہو جاتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رضا کا سودا کر لیتا ہے جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ پس آپ جب نیک روش اختیار کریں، صاف گوئی اختیار کریں، تجارت میں دیانتداری سے کام لیں تو محض دنیاوی فائدے کی خاطر نہیں، بلکہ اللہ کی رضا کی خاطر ایسا کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو آپ کو نقصان بھی ہوتا چلا جائے تو آپ کے قدم ڈگمگائیں گے نہیں۔ آپ پر کسی قسم کا زلزلہ نہیں آئے گا۔ آپ کامل توکل کے ساتھ اس راہ پر گامزن رہیں گے اور یہی اعلیٰ اخلاق کی سب سے اچھی مثال ہے جن اخلاق کو دنیا کے کوئی بدلتے ہوئے حالات کسی طرح ڈگمگا نہیں سکتے، وہ صاحب خلق لوگ ہیں، جن کے ساتھ ہونے کا خدا وعدہ فرماتا ہے اور ان لوگوں کی تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ ان میں سے انفرادی طور پر بھی لوگ بالآخر خدا تعالیٰ کی برکتوں کا مورد بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے انعامات اور فیوض پاتے ہیں اور قومی طور پر بھی یہ قومیں تمام دنیا میں تمام دوسری قوموں پر غالب آ جاتی ہیں۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصّف:10) پر بھی غور کر کے دیکھیں۔ آنحضرت ﷺ کے دین نے سب دنیا کے دینوں پر غالب آنا ہے اور دین یہی روش، مسلک، اخلاق، مذہب کا نام ہے۔ پس اگر آپ کے اندر اخلاق نہیں ہیں تو وہ کیا اسلام ہوگا جو دنیا پر غالب آئے گا۔ محض اسلام کا نام غالب آئے گا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ کو نام میں کوئی دلچسپی نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب اسلام کا محض نام رہ جائے گا اور ایسے لوگ بڑے بدنصیب ہوں گے ان کے علماء دنیا کی بدترین مخلوق ہوں گے۔ (مشکوۃ کتاب العلم والفضل:38) تو نام سے فرق نہیں پڑا کرتا۔ اگر اسلام نے غالب آنا ہے اور ہر طرف اسلام نے پھیل جانا ہے اور خلق محمدیؐ ساتھ غالب نہیں آتا اور خلق محمدؐ گلی گلی گھر گھر عام نہیں ہو جاتا تو اسلام کے اس نام کی فتح میں خدا تعالیٰ کو کوئی

دلچسپی نہیں ہے۔ پس اخلاق کی حفاظت کریں اور جہاں تک لین دین کا معاملہ ہے جیسا کہ میں کھول کھول کر آپ کے سامنے بات کو رکھ رہا ہوں، اگر عقل استعمال کرنی ہے اور محض سودے کی بات کرنی ہے تو تب بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی نصیحت سے ہٹنا اپنا سراسر نقصان کرنا ہے اور اگر مومنوں والے اُولُوا الۡاَلۡبَابِ بننا ہے، وہ صاحبِ عقل جو ہر سودے پر خدا کی رضا کو خرید لیا کرتے ہیں تو پھر دنیا کے فائدے تو آنے ہی آنے ہیں لیکن دن بدن آپ کا قدم اللہ کی رضا جوئی کی راہ پر آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ اللہ ہمیں اس اعلیٰ سودے کی توفیق عطا فرمائے۔

روزمرہ کے جو دستور ہیں سودوں کے ان میں بھی آنحضرت ﷺ نے بڑی باریک نصائح فرمائی ہیں اور دل حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ کس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی اخلاقی ضرورتوں کا اس قدر باریکی سے خیال رکھا ہے۔ کوئی چھوٹی سے چھوٹی امکانی چیز ایسی نہیں جسے نظر انداز کر دیا گیا ہو۔ روزمرہ جو تجارتیں ہوتی ہیں بازاروں میں جو دستور عام طور پر رائج ہیں باہر سے سودے لانے والے سودے لا رہے ہیں مارکیٹوں تک پہنچ رہے ہیں ان کے ساتھ شہر والے کیا سلوک کرتے ہیں۔ ان سب باتوں پر آنحضورؐ کی نظر تھی۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شہر والا دلال بن کر دیہات سے تجارتی سامان لانے والے کا سودا بیچے۔ (بخاری کتاب البیوع حدیث: 2525) اب یہ دیکھنے میں تو کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ ایک شہر کا شخص کسی دوسرے دیہاتی کے مال کا سودا دلال بن کر بیچے تو اس میں کیا حرج ہے لیکن جیسا کہ میں باقی باتیں بھی بیان کروں گا غور کریں گے تو آپ کو ان کی حکمت سمجھ آ جائے گی۔ اسی طرح آپؐ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ صرف بھاؤ بڑھانے کے لئے بولی دی جائے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر پیغام بھجوائے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ اس غرض سے نہ کرے کہ تا وہ اس کی جگہ لے اور اس کا حصہ اپنے برتن میں ڈالے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تجارتی قافلے کو آگے جا کر ملنے اور سودا کر لینے سے منع فرمایا اسی طرح اس بات سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شہر کا رہنے والا دلال بن کر دیہاتی کا سامان بکوائے۔

یہ باتیں بہت گہری حکمت سے تعلق رکھتی ہیں اور تجارت کو ہر قسم کی گندگی سے پاک کرنے

کے لئے بہت ہی اہم نصائح ہیں۔ جب دیہاتی سودے لے کر شہروں میں پہنچتے ہیں تو اگر ان کو آگے بڑھ کر کچھ تاجر نہ ملیں اور منڈیوں تک اسی طرح پہنچنے دیں تو جس کا مال جس طرح ہے موازنے کے طور پر سب کے سامنے آجاتا ہے اور منڈی میں چونکہ ہر قسم کے مال پہنچتے ہیں اور ہر جگہ کے مال پہنچ رہے ہوتے ہیں اس لئے وہاں جو سودا ہے وہ آنکھیں کھول کر ہو رہا ہے۔ اچھے برے کا حال معلوم ہو چکا ہوتا ہے اور جو قیمت طے ہوتی ہے وہ قدرتی اور طبعی اقتصادی قوانین کے تابع طے ہوتی ہے اس میں کوئی شکوہ نہیں کسی قسم کے دھوکے کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اگر دلال کسی دیہاتی کا سامان منڈیوں میں پہنچنے سے پہلے پرائیویٹ طور پر پھر کر بیچنا شروع کرے تو اس میں کئی قسم کی خرابیاں ہیں جو روزمرہ ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں۔ اول ایسا دلال چاپلوسی کی باتیں کر کے خریدنے والے کو یہ دھوکہ دیتا ہے کہ میں تمہیں سستا دلوا رہا ہوں اور اگر منڈی میں مال آ گیا تو پھر تمہیں اس قیمت پر نہیں ملے گا۔ اس لئے ابھی سودا کر لو ورنہ مارے جاؤ گے اور وہ سودا کر کے مارا جاتا ہے کیونکہ اکثر یہ لوگ دھوکہ دیتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں اور بعض دفعہ دونوں سے دھوکہ کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ زمین دار بیچارے کو یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ تمہارا مال بڑی قیمت پر بکوائیں گے اور ادھر سے اور قیمت وصول کرتے ہیں۔ اس بے چارے کو جا کر اور قیمت دیتے ہیں۔ تو یہ ایک دھوکے بازی کے نظام کو فروغ دینے والی بات ہے اس لئے محض دلالی منع نہیں مگر دلالی وہ ہو جو سب کے سامنے منڈیوں میں ہو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مخفی دلالی جو مارکیٹ کو بائی پاس کر کے دھوکے کے طور پر کی جائے اور حقیقت پر پردہ ڈال کر کی جائے وہ دھوکہ دہی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی باریک نگاہ یہاں تک بھی پڑی ہے اور ان مخفی دھوکوں سے بھی آپؐ نے ہمیں متنبہ فرمایا ہے حالانکہ سرسری نظر میں یہ بات عجیب لگتی تھی کہ شہر والا دیہات کی دلالی کر رہا ہے تو کیا نقصان ہے۔

اصل میں اعلیٰ تجارت کے اصول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے سکھا دئے ہیں کہ آج کی دنیا میں بھی وہی اصول اطلاق پا رہے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ منڈیوں کی آزادی کی حفاظت ہے جو آزاد تجارت کو فروغ دیتی ہے۔ اگر منڈیاں آزاد نہ ہوں تو تجارت آزاد نہیں رہ سکتی اور پھر منڈیوں میں بھی یہ نصیحت کہ جو برا مال ہے اس کو برے مال کے طور پر دکھا کے لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ جو خراب مال ہے اس کو خراب اور جو اچھا مال ہے اس کو اچھے مال کے طور

پر الگ دکھاؤ۔ پھر جو سودے ہوں ایک آدمی تاجر پھر کے دیکھتا ہے وہ موازنہ صحیح کر سکتا ہے۔ پھر جو سودا کرتا ہے وہ آنکھیں کھول کر کرتا ہے۔ یہ معلوم کر کے کہ مجھ میں کس قیمت پر بیچنے کی استطاعت ہے لیکن بعض بدنصیب ایسے ہوتے ہیں جو وہاں سے الگ الگ ستھرا مال لاتے ہیں اور یہاں آ کر ملا دیتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان میں میں نے یہ بھی دیکھا ہے بعض زمیندار جو آلوؤں کی یا پیازوں کی کاشت کرتے ہیں خاص طور پر بہت بڑے بڑے ایسے زمیندارے ہیں جو ساہیوال وغیرہ کی طرف رواج پا چکے ہیں وہاں ارائیں مہاجرین زیادہ تر ان کاموں میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں اور ایسے فارمز بھی ہیں میں نے جا کر دیکھے ہیں بہت ہی صاف ستھرے فارمز ہیں بے انتہا محنت کی گئی ہے اور اس کے نتیجے میں عام آلو کے مقابل پر بہت بڑے بڑے سائز کا آلو پیدا ہوتا ہے بہت اچھا پیاز وغیرہ وغیرہ پھر وہ ان کو قرینے سے الگ الگ لگاتے ہیں اور الگ الگ بوریوں میں الگ الگ قیمتوں کے ساتھ منڈی میں پہنچاتے ہیں۔ وہاں تاجر خریدتے ہیں۔ بعض چنیوٹ لے کر آتے ہیں بعض ربوہ لے جاتے ہیں، کوئی لالیاں لے جاتے ہیں اور پھر دوبارہ محنت کرتے ہیں بڑوں کے ساتھ موٹوں کے ساتھ چھوٹوں کو ملا دیتے ہیں اور گڈمڈ کر کے پھر بے چارے ایک اور محنت کرتے ہیں پھر موٹے موٹے بعض نکال کر اوپر رکھ دیتے ہیں۔ جو محنت بے چاروں نے کی، جو شرافت کا سلوک کیا، سب کا ستیاناس کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم کما رہے ہیں۔ ایک تو خدا کا عذاب کما رہے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی ناراضگی کما رہے ہیں یہ تو درست ہے مگر عملاً زیادہ دیر تک یہ تاجر پنپ نہیں سکتے۔ صاف پتا چل جاتا ہے لوگوں کو ایک سودا ہوا، دو سودے ہوئے، بالآخر تھک کر لوگ ان لوگوں سے منہ موڑ لیتے ہیں اور جو تاجر صاف ستھرا ہو، جس کی بات کا اعتماد ہو، جس کا مال وہی ہو جو وہ بیان کرے اس کی تجارت ضرور پنپتی ہے اور بالآخر وہی تاجر ہے جو سب دوسروں پر غالب آ جاتا ہے۔

پس خدا کی رضا کا سودا کرنا ہو یا دنیا کے تجارت کے اصول سیکھنے ہوں تو سودا سکھانے والا ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفی ﷺ۔ ہر قسم کے سودوں کے گُر آپ کو محمد رسول اللہؐ سے ملیں گے اور ان گُروں کو سمجھ کر دل میں لگا کر اپنا لیں گے تو پھر آپ کا تعلق اولین سے بنے گا۔ پھر وہ پل تعمیر ہوں گے جن کے ذریعے اولین اور آخرین ملا دیئے جائیں گے اور ضرور ملائے جانے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت بالکل بے کار اور بے معنی ہو جاتی ہے اور یہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ

ایک ایسے شخص کو منتخب کرے جس کا آنا یا نہ آنا برابر ہو جائے۔ پس آپ پر صداقت احمدیت کا ان معنوں میں انحصار ہے۔ اگر آپ نے یہ صداقت اپنے اعمال سے ثابت نہ کی تو خدا نے تو ضرور کرنی ہے۔ اس لئے قومیں بدلائی جائیں گی۔ آپ کی جگہ کچھ اور لوگ آئیں گے جن کو خلق محمدیؐ اپنانا ہوگا اور خدا کی تقدیر ان کو اپنانے میں مدد دے گی۔ پھر وہ اولین اور آخرین ملانے کا ایک زندہ ثبوت بن جائیں گے۔ پس ان باتوں کو چھوٹی نہ سمجھیں بہت گہری ہیں اور ان کے نتیجے میں قوموں کی کایا پلٹ جایا کرتی ہے۔

اب بیاہ کی بات ہو رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت اس شرط پر شادی نہ کرے کہ اس کا خاوند اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے اور یہ باتیں ہمارے ملک میں عام پائی جاتی ہیں اور احمدیوں میں دوسری شادی بہت کم پائی جاتی ہے۔ مگر جتنی بھی ہے ان میں تکلیف دہ باتیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ پہلی بیوی کو طلاق دو گے تو ہم شادی کریں گے اور بعض بدنصیب مرد نئی دلہن کے چاؤ میں پہلی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں یا یہ وعدہ کر لیتے ہیں کہ ہم كَالْمُعَلَّقَةِ چھوڑ دیں گے ہم ان سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ تو پہلی بیوی تو حرام خود ہی کر لی دوسری بھی حرام ہوگئی۔ اس لئے بہت ہی بیوقوفی کی بات ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے اچھی بھلی بیوی دی تھی اس کو تم اپنے منہ سے حرام کر بیٹھے ہو اور جو دوسری کی اس کو اللہ نے آپ پر حرام کر دیا۔ پس یہ جہالت نہ کیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے جو نصیحتیں فرمائی ہیں ان کا گہری نظر سے مطالعہ کر کے ان پر عمل کریں اسی میں برکت ہے، اسی میں معاشرہ کا حسن ہے اور آپ نے لازماً ایک حسین معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے ورنہ آپ کا کوئی سودا نہیں کرے گا۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ جہاں عورتوں کا تعلق ہے عورتیں بھی اس بات کو سمجھیں کہ ناجائز غیر اسلامی شرطیں نہ لگایا کریں اور مرد یہ سمجھیں کہ اگر وہ لگاتی ہیں تو ان کی قطعاً پرواہ نہ کریں۔

محض بھاؤ بڑھانے کے لئے بولی نہ دی جائے بعض لوگ منڈیوں میں یہ کرتے ہیں کہ بھاؤ بڑھانے کے لئے باقاعدہ آدمی مقرر کئے ہوتے ہیں جب بولی آئے گی اتنی آئے تو تم اس سے زیادہ کچھ اور کر دینا پھر اس سے زیادہ کچھ اور کر دینا پھر وہ جب اس برج تک پہنچ جاتے ہیں اور اگر وہ اپنا ہی جعلی آدمی ہو اور اس بات پر ٹھہر جائے تو وہی چیز پھر دوبارہ منڈی میں بکنے آتی ہے۔ کیونکہ خریدار تو

کوئی ہوتا نہیں وہ تو مصنوعی خریدار ہوتا ہے اور یہ جو رواج ہے یہ بہت سا بعض یورپین جو نیلامی کی مارکیٹیں ہیں ان میں بھی راہ پا گیا ہے اور وہاں بھی کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مصنوعی طور پر بولی بڑھائی جاتی ہے اور بعض میں جب وہ چیز اپنے ہی خرید لیں جنہوں نے اصل میں خریدنا نہیں تو پھر دوبارہ وہ اگلی دفعہ آپ منڈی میں جائیں گے تو پھر وہی لگی ہوگی تو یہ دھوکے بازیاں ہیں تکلیف کی چیزیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیمت بڑھانے کی خاطر بولی نہ دی جائے اور مصنوعی طور پر سجا کر چیز نہ پیش کی جائے۔

میں نے آپ کو پہلے بھی قصہ سنایا تھا وہ ہے لطیفہ لیکن بات دل نشین کرنے کے لئے اچھا دلچسپ واقعہ ہے۔ ایک شخص ایسی ہی منڈی میں اپنی گھوڑی بیچنے کے لئے لے گیا۔ گھوڑی کیا تھی ٹٹو تھی بالکل۔ برا حال، کھال ہڈیوں سے چمٹ کر سوراخوں میں داخل ہوئی ہوئی پسلیاں گنی جاتی تھیں تو کسی نے اس کو مشورہ دیا کہ تم ہمارے بیچنے کے دستور کو تو سمجھو، منڈیوں کے آداب سمجھو، پھر لے کر جاؤ۔ بیوقوفوں والی بات ہے اس طرح لے کر تم جارہے ہو کون دام ڈالے گا۔ تو اس نے کہا پھر تم مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔ اس نے کہا اس کو مایہ (کلف) لگا کر تو دھوپ میں کھڑا کر دو۔ جب وہ اکڑے گی مایہ (کلف) تو اس کی کھال تن کر جس طرح مرے ہوئے گدھے کی کھال ہو جاتی ہے اس طرح وہ پھول کر سارے اس کے اوپر عیب ڈھانپ دے گی اور تنی ہوئی کھال میں اندر گھسنے کی تو گنجائش ہی کوئی نہیں ہوتی تو اچھی گھوڑی، مضبوط، توانا دکھائی دے گی، جاکے بیچ دینا۔ اچھا بھلا سودا ہو جائے گا۔ اس بے چارے نے کچھ مایہ پر سرمایہ لگایا اور کافی لگا دی اور جب وہ منڈی پہنچا تو پوری گھوڑی پھولی ہوئی جس طرح اپھارہ ہوا ہو اس طرح اس کی شکل بنی ہوئی اور دیکھنے والے دیکھتے تھے۔ پتا بھی لگ رہا تھا کہ مایہ لگی ہوئی ہے۔ یہ تو نہیں کہ صحت مند گھوڑی اور مایہ والی گھوڑی میں فرق ہی نظر نہ آئے تو لوگ آکے دیکھ کے چلے جاتے تھے۔ آخر ایک گاہک پڑا اس نے آگے پیچھے سے پھر کر دیکھا، دلچسپی لی اور اس نے کہا کہ شکر ہے کہ اب تو کچھ سودا ہوا۔ اس نے کہا کتنی قیمت لیتے ہو۔ اس نے کہا تین سو روپے۔ اس نے کہا تین سو تو میں دے دوں گا مگر ابرق نہیں لگایا تم نے، اگر ابرق بھی ساتھ لگا دیتے تو بڑی خوب صورت گھوڑی نظر آتی۔ تو یہ لطیفہ ہی ہے اصل میں، لیکن ایسا دردناک لطیفہ ہے جو ہمارے ماحول پہ صادق آتا ہے۔ ہماری ہر منڈی کا کردار یہی ہے۔ ابرق لگانا بھول جائیں تو بھول جائیں

ورنہ مایہ (کلف) ضرور لگاتے ہیں۔ یہ تو کوئی انصاف نہیں، کوئی شرافت نہیں، کوئی عقل کی بات نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال پہلے جو نصیحتیں کیں آج تک آپ کو علم نہیں کہ وہ کیا نصیحتیں ہیں۔ آج بھی آپ کو پتا نہیں کہ کن خطرات سے آپ کو آگاہ فرمایا تھا۔ کن گڑھوں میں گرنے سے بچنے کی آپؐ نے تلقین فرمائی تھی لیکن آنکھیں بند کر کے ایسا کرتے چلے جاتے ہیں۔ دودھ دینے والے جانوروں کے دودھ روک لیتے ہیں، کئی کئی دن اور اتنا بیچاروں کو پھر پانی پلاتے ہیں کہ وہ دودھ بھی پتلا ہو کر بڑھتا ہے اور کئی دن کا رکا ہوا جس کو دوہا نہ جائے اس کی وجہ سے وہ تھن خوب بھر جاتے ہیں۔ سودا کرتے ہیں، خرید کر ایک بے چارہ زمین دار لے کے گھر آتا ہے تو پہلے دن بیس سیر دوسرے دن ڈیڑھ پاؤ۔ کوئی نسبت ہی نہیں رہتی۔ تو یہ کوئی شرافت نہیں ہے۔ قومی کردار بڑا ذلیل ہو جاتا ہے۔ ہر شخص کے لئے مصیبت ہے۔ **اس لئے خلق محمدیؐ میں ہماری نجات ہے، اس کو اپنائیں۔ پھر جتنا بھی آپ کا حق ہو آپ کو ملے گا اور اسی میں برکت پڑے گی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے برکت کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔**

ایک حدیث مسند احمد سے اور ابوداؤد دونوں سے لی گئی ہے۔ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس دو آدمی آئے جن میں وراثت کی ملکیت کے بارے میں جھگڑا تھا اور معاملہ پرانا ہو جانے کی وجہ سے ثبوت کسی کے پاس نہ تھا یعنی وراثت کا جھگڑا تھا۔ دیر اتنی ہو چکی تھی کہ کوئی اس وقت کے موقع کے گواہ بھی ایسے نہیں تھے، کوئی ثبوت نہیں پیش کر سکتا تھا لیکن مطالبے میں دونوں کی شدت تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی بات سن کر فرمایا میں انسان ہوں اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی زیادہ لسّان ہو اور خوب چرب زبانی سے کام لے کر اور بڑھ بڑھ کر باتیں کرے اور اپنی زبان کی ہوشیاری سے مجھ پر اثر انداز ہو جائے۔ فرمایا کوئی عمدہ انداز اور لہجے میں بیان کر سکتا ہو اور میں اس کی باتوں سے متأثر ہو کر کوئی رائے قائم کر لوں اور اس کے حق میں فیصلہ دے دوں۔ آخر انسان ہوں اور روزمرہ کے معاملات میں اس قسم کی بشری غلطی سرزد ہو سکتی ہے لیکن ساتھ فرمایا ایسی صورت میں اسے اس فیصلہ سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے جس کے حق میں ناجائز فیصلہ ہو جائے اور اپنے بھائی کا حق نہیں لینا چاہئے کیونکہ اس کے لئے وہ ایک آگ کا ٹکڑا ہے جو میں اسے دلا رہا ہوں۔ یعنی آنحضرت ﷺ سے تو آگ کے ٹکڑے کی کوئی دوری بھی توقع نہیں کی جا سکتی مگر ایک دھوکے باز

جب غلط باتیں بیان کرے گا اور گواہی موجود نہیں ہوگی تو جو طبعی منطقی نتیجہ نکلنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ اپنی فطری منطق سے وہی نتیجہ نکالیں گے جو نکلنا چاہئے اور اس کے نتیجے میں اگر اسے کوئی ایسی چیز حاصل ہو جائے جو اس کا حق نہیں ہے۔ تو فرمایا وہ مجھ سے آگ لے رہا ہوگا اور وہ زائد چیز جو مجھ سے لے گا وہ دولت جو مجھ سے حاصل کرے گا قیامت کے دن وہ سانپ بن کر اس کی گردن سے لپٹ جائے گی۔ آنحضرت ﷺ سے جب دونوں جھگڑے والوں نے یہ بات سنی تو دونوں کی روتے روتے چیخیں نکل گئیں اور ان میں سے ایک نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میری ساری جائیداد لے کر اس کو دے دیں مگر میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا کہ کسی غلطی سے آپؐ کا فیصلہ میرے حق میں ہو جائے جو میرا حق نہ ہو۔ انہوں نے کہا میرے بھائی کو دے دیں۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا تم اس پر آمادہ ہو تو یوں کرو کہ جائیداد تقسیم کرو، قرعہ اندازی کرو، جس کے حصہ میں جو قرعہ نکلے اسے وہ خوشی سے لے لے اور اس کا طریق یہ ہے کہ ایک شخص جائیداد کے اندازے کرتا ہے، اسے تقسیم کرتا ہے، اپنی طرف سے انصاف کے ساتھ اور دوسرے کو پہلے قرعہ اٹھانے کا حق ملتا ہے۔ یا وہ فیصلہ کرنے کا حق ملتا ہے کہ میں ان میں سے جو مرضی چن لوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اتنے تم محتاط ہو گئے ہو اور تقویٰ پر قائم رہنا چاہتے ہو تو زیادہ اور کم کی بحث چھوڑ دو، برابر تقسیم کر لو (ابوداؤد کتاب القضاء حدیث: 3112) اور اس کا طریق یہ بیان کیا جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے کھولا ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق پھر ان دونوں کا فیصلہ ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا اس کی تحقیر نہیں کرتا اس کو شرمندہ یا رسوا نہیں کرتا۔ آپؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تقویٰ یہاں ہے یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے۔ پھر فرمایا انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال، عزت، آبرو دوسرے مسلمان پر حرام اور اس کے لئے واجب الاحترام ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلة حدیث: 4650)

یہ ایسی نصیحتیں ہیں جن میں معاشرے کی روزمرہ کی برائیوں کے حوالے سے نیکیاں اختیار کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ بغض کا تعلق حسد سے بھی ہے اور حسد کا بغض سے اور پھر مال میں ایک دوسرے سے دھوکہ کرنے سے بھی ان باتوں کا تعلق ہے۔ ایک انسان جب اپنے بھائی کی خوشی پر راضی نہیں ہوتا مثلاً ایک بھائی کی تجارت چمک رہی ہے اور دوسرے بھائی کو مزہ نہیں آ رہا، پسند نہیں آ رہی۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا تو وہ اس کے پاؤں کھینچنے کی کوشش کرتا ہے، اس کی ٹانگ کھینچنا جس کو کہتے ہیں اور اسے گرانے کی کوشش کرتا ہے یا دھوکہ دہی سے یا دوسری چالاکیوں سے اس سے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس اخلاقی خرابیوں میں جو لین دین سے تعلق رکھتی ہیں، حسد کا بہت گہرا تعلق ہے۔ شریکے میں کسی کا گھر اونچا بن گیا، کسی کی عمارت پختہ ہوگئی تو یہی چیز دوسرے کو کھائے چلی جاتی ہے۔ ایک دفعہ کسی اچھی چیز پر کسی نے مبارکباد دی اور ایک دوسری عورت نے کہا کہ اب تم بھی کوشش کروگی کہ ایسی ہی بناؤں میں یا اس سے بڑھ کر بناؤں۔ تو وہ نیک خاتون تھی اس نے کہا نہ بی بی مجھے اس سے ہی بڑی خوشی ہے۔ میری بہن کی چیز ہے مجھے اچھی لگ رہی ہے تو مجھے تو خیال بھی نہیں آیا کہ میں اس سے بڑھ چڑھ کے بناؤں۔ اللہ کی مرضی ہے زیادہ دے تو اس کی مرضی لیکن مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ یہ جو روح ہے اگر یہ مومنوں میں پائی جائے تو سب کی خوشی سب کی خوشی بن جاتی ہے۔ ہر ایک کی خوشی ہر دوسرے کی خوشی ہو جاتی ہے اور ایسے لوگوں کا دل ہمیشہ ٹھنڈا رہتا ہے اور اطمینان پاتا ہے۔ اپنے بھائیوں میں سے کسی کو خوشحال دیکھیں تو ان کا دل بھی راضی ہوتا ہے وہ اور دعائیں دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے ساتھ پھر حسن سلوک فرماتا ہے اور ایسے بندے کی ادائیں خدا کو بہت بھاتی ہیں اور وہ ان کے لئے بھی اس جیسی نعمت یا بعض دفعہ ان سے بڑھ کر نعمت دینے کا فیصلہ فرمالیتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو حسد کرنے لگتے ہیں ان کی نیکیاں بعض دفعہ اس طرح کھائی جاتی ہیں کہ اس کے بعد ان کو روحانی طور پر کوڑھ ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں **کہ ایک روحانی بیماری کوڑھ ہے اور اس کوڑھ کی علامت یہ ہے کہ اگر اپنے بھائی کو اچھا دیکھو تو تمہیں تکلیف ہو اور بھائی کو بُرا دیکھو تو تمہیں خوشی ہو۔ یہ روحانی کوڑھ ہے جس کا علاج پھر کوئی نہیں، یہ ناسور بن جاتا ہے جو اپنے جسم کو کھانے لگتا ہے، وہ آگ جو دوسرے کو جلانے کی تمنا رکھتی ہے مگر جلا نہیں سکتی،**

وہ اپنے آپ کو ضرور بھسم کر جاتی ہے۔ پس ایسے لوگ ہر روحانی فیض اور برکت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ پس اگر اپنے بھائی کی کوئی اچھی چیز آپ کو معلوم ہو تو وہ موقع ہے اپنے دل کو ٹٹول کر اپنی تشخیص کرنے کا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نصیحت فرمائی ہے وہ اسی حدیث نبویؐ سے تعلق رکھتی ہے کہ ولا تباغضوا ایک دوسرے سے بغض کا معاملہ نہ کیا کرو یعنی وہ تم سے بغض کر رہا ہو اور تم اس سے بغض کر رہے ہو ولا تحاسدوا اور ایک دوسرے سے حسد کا معاملہ نہ کیا کرو۔ جب تم حسد کرو گے تو پھر دوسرے تم سے حسد کریں گے۔ ساری سوسائٹی میں ایک دوسرے سے بغض، ایک دوسرے سے حسد کا تعلق جاری ہو جاتا ہے یا بے تعلقی ہو جاتی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو کوڑھ فرما کر اس کی پہچان بتائی کہ تمہیں کسی طرف سے خوشی کی خبر ملے تو اپنے دل میں دیکھو کہ تمہیں کیا ہوا ہے۔ اگر چٹکی کاٹی گئی ہے، اگر تکلیف ہوئی ہے، بعض دفعہ لگتا ہے خنجر گھونپ دیا گیا ہے تو اسی حد تک تم بیمار ہو جتنی زیادہ تکلیف، اتنا کوڑھ آگے بڑھ چکا ہے اور جتنی خوشی ہوگی اتنا ہی تم ایمان کے رستے پر آگے بڑھنے والے ہو۔ اگر بھائی کی اچھی خبر سے تمہارا دل خوش ہو جاتا ہے تم کہو الحمد للہ فلاں کو اللہ نے یہ نعمت عطا فرمائی تو یاد رکھو کہ تم ایمان کے رستے کے مسافروں میں سب سے آگے بڑھنے والے مسافر ہو اور کم سے کم اگر تکلیف نہیں ہوتی تو یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ بہت اچھی صحت نہیں، مگر بیمار بھی نہیں ہے۔ مگر ہمارے معاشرے میں بیماریاں زیادہ بڑھ رہی ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا مشرقی ملکوں میں تو بہت ہی زیادہ تباغض اور تحاسد پایا جاتا ہے لیکن مغربی قوموں میں بھی کم نہیں ہے۔ یہ بیماری ہے جس میں یہ بھی ہم سے خوب مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ جتنے آپ نے دیکھے ہوں گے سر منڈائے ہوئے بعض پھرنے والے، وہ اچھا گھر دیکھتے ہیں پتھر مار مار کے اس کے شیشے توڑ دیتے ہیں۔ موٹر دیکھتے ہیں تو اس کے اوپر ڈنٹ ڈال دیتے ہیں، اس کے شیشے توڑ کے اپنا کوئی بھی فائدہ نہیں مگر دوسرے کا نقصان کر کے راضی ہوتے ہیں۔ یہ کوڑھ ہے، جو وہ لوگ، جو محروم ہیں، بعض خوبیوں سے وہ اپنے لئے لعنتیں لے لیتے ہیں، خوبیاں تو پھر بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ کسی کے گھر کے شیشے توڑنے سے ان کے گھر کے شیشے تو نہیں لگ جائیں گے، کسی کی کار کو نقصان پہنچا کر ان کو تو کار نصیب نہیں ہوگی مگر وہ تو چونکہ بے دین لوگ ہیں۔ ان کو علم نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ مومن اگر مومن کہلا کر ایسی باتیں کرے

تو اس کا تو سراسر نقصان ہی نقصان کا سودا ہے اس کی نیکیاں کھائی جاتی ہیں۔ اس بیماری سے اور خدا تعالیٰ کا غضب وہ حاصل کر لیتا ہے۔

دیکھیں ناسور اور کینسر کھانے والی چیزیں ہیں۔ وہ بیماریاں ہیں جو اوروں کا نہیں تو اپنا گوشت کھاتی ہیں اور اسی کا نام ناسور بھی ہے اور کینسر بھی جب اور بڑھ جائے اور لاعلاج ہو جائے تو یہ بیماریاں آنحضور ﷺ بیان فرما رہے ہیں ان کی بعینہٖ یہی نوعیت ہے یہ دوسروں کو تو کھا نہیں سکتیں اپنی روحانی طاقتوں کو، اپنی خوبیوں کو کھانے لگتی ہیں اور انسان اس کوڑھ کا مریض ہو کر محض ایک ذلیل اور رسوا ڈھانچہ بن جاتا ہے اس میں کچھ بھی قابل قدر چیز باقی نہیں رہتی۔ پس ان سے پرہیز کریں۔

پھر فرمایا پیٹھ نہ موڑو دوسروں سے، پیٹھ نہ موڑنے کا کیا مطلب ہے۔ پیٹھ موڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس سے اونچا نہ سمجھو اور اس سے بے اعتنائی نہ کرو۔ بعض لوگوں میں دیکھا گیا ہے کہ اگر وہ مجلس میں ہوں جہاں اچھے کھاتے پیتے لوگ، اچھے کپڑوں میں ملبوس ان سے باتیں کر رہے ہیں اور کوئی ان کا پرانا غریب بھائی یا دوست یا کلاس فیلو ان تک آجاتا ہے تو وہ اس طرف پیٹھ پھیر لیتے ہیں کہ ان کو یہ نہ پتا چل جائے کہ ہم ایک دوسرے کے بے تکلف دوست ہیں اور اگر وہ بے تکلفی سے بات کرے تو ان کو بڑا غصہ آتا ہے کہ تم کہاں آدھمکے ہو پرانی باتیں پرانی ہو گئیں اب تو میرا رتبہ بڑا بڑھ چکا ہے، میں اونچا ہو گیا ہوں۔ دیکھتے نہیں کن لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں۔

تو آنحضرت ﷺ کتنی باریک نظر سے اپنے صحابہؓ کی کمزوریاں دور فرماتے تھے۔ دھوبی کپڑوں کو پٹخ پٹخ کر اس کے داغ دور کرتا ہے لیکن بعض اور بھی محنت کرنے والے ہیں وہ واپس لا کر پھر نظر سے دیکھتے ہیں اور ایسے مسالے رکھتے ہیں کہ اگر ذرا سا بھی کوئی داغ رہ جائے اس کو بھی دھوتے ہیں۔ مگر روحانی بدن صاف کرنے والوں میں تمام صاف کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر محمد رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ تھا کیونکہ آپؐ کے متعلق قرآن کریم نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ آپؐ پاکبازوں کو پاک کرنے والے تھے۔ ان لوگوں کے مزکّی تھے جو پہلے ہی پاک لوگ ہو چکے تھے، تقویٰ شعار کو مزید تقویٰ عطا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم نے یہی تعارف فرمایا ہے شروع میں ہی کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ:2) کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں ہے اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ بڑے بڑے متقی بھی محمد رسول

اللہ ﷺ کے دربار میں آئیں گے تو اس تعلیم کی برکت سے ان کے تقووں میں بھی ترقی ہوگی اور متقیوں کو بھی ہدایت ملے گی۔ پس متقیوں کو تقویٰ سکھانے والا پاکبازوں کو پھر پاک کرنے والا یہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ تھے اسی لئے آپؐ نے پھر آخر پر یہ نصیحتیں فرمانے کے بعد فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ مجھ سے تقویٰ سیکھو پھر تم پاک اور صاف بنائے جاؤ گے۔

پس معمولی سی بے رخی جو بھائی کے ساتھ ہے یہ بھی تقویٰ کے خلاف ہے۔ سودے پر سودا کرنا یہ بھی حسد اور بغض کا بچہ ہے کیونکہ اگر کسی بھائی کا اچھا سودا ہو رہا ہے آپ کو تکلیف ہے تو آپ کہیں گے میرے ساتھ ہو جاؤ تو چار آنے بڑھا کر آپ بیچ میں دخل اندازی کریں اور سودا کرلیں تو یہ ناجائز ہے۔ ایک طرف منڈی میں مال لے جانے کی نصیحت ہے دوسری طرف براہ راست اتفاقاً سودے ہوتے رہتے ہیں ان کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کا ہر سودا منڈی میں جا کر ہو۔ مراد یہ ہے جو قدرتی، طبعی، اقتصادی ذرائع سے مال خود بخود منڈی پہنچتے ہیں ان کے اس طبعی Flow میں اس طبعی حرکت میں تم نے مداخلت نہیں کرنی اور اس کو مصنوعی نہیں بنا دینا۔ یہ اقتصادی طبعی تقاضے ہیں ان میں دخل اندازی نقصان دہ ہے اور مومن کے لئے ناجائز ہے لیکن یہ مراد نہیں کہ آپس میں کوئی سودا نہیں کرنا۔ پس آپس کے سودوں میں یہ فرمایا گیا ہے جب آپس میں سودا کر رہے ہو تو وہ منڈی تو نہیں ہے جہاں بھاؤ دیئے جائیں، جہاں نیلامیاں ہو رہی ہوں:۔ تمہارا فرض ہے کہ خاموشی سے وہ سودا ہونے دو، اگر وہ سودا ٹوٹ جاتا ہے، نہیں ہوتا پھر تم زیادہ دے کر اس سے خریدنا چاہتے ہو تو تمہارا حق ہے اور اس سودے کے طریق کو بیاہ شادی کے ساتھ بھی وابستہ فرما دیا۔ اگر کسی کو علم ہو کہ اس کے کسی بھائی، کسی عزیز، کسی دوست واقف نے کسی بچی کا پیغام دیا ہوا ہے تو اسلامی اسلوب یہ ہے کہ جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو وہ انتظار کرے اور اگر کوئی لمبا لٹکانا چاہتا ہے تو لڑکی کے ماں باپ کا فرض ہے کہ شروع میں اس کو بتا دیں کہ ہم مجبور ہیں ہم جلدی فیصلہ نہیں کر سکتے اس لئے آپ آزاد ہیں۔ اگر دوبارہ درخواست دینا چاہتے ہیں تو آپ کا حق ہے لیکن یہ جو سودا ہے یہ اس وقت کالعدم سمجھا جائے ایسی صورت میں جو چاہے پیغام دے سکتا ہے لیکن اگر کوئی پیغام کسی کا آیا ہوا اور وہ لٹکا کر بیٹھ جائے اور یہ انتظار کرے کہ شاید کوئی اور اچھا پیغام آجائے تو یہ بھی سراسر ظلم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کی خلاف ورزی ہے۔ پس جہاں ایک طرف پیغام پر

پیغام نہیں دینا یہ ایسی ہی بات ہے جیسے سودے پر سودا کر رہے ہو۔ وہاں دوسری طرف ان کے لئے بھی اس میں نصیحت ہے جس کو بچیوں کے پیغام ملتے ہیں کہ پیغام کے انتظار میں نہ بیٹھیں کیونکہ اگر پیغام کے انتظار میں بیٹھے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو جھٹلا کر بیٹھ رہے ہیں۔ آپؐ نے تو فرمایا ہے سودے پر سودا ہونا ہی نہیں تو تم کس بات کا پھر انتظار کر رہے ہو اس لئے انتظار کرنا ہی اس نصیحت کی خلاف ورزی ہے یا یہ کہیں کہ ہمیں کچھ وقت لگے گا سوچنے میں آپ انتظار کر سکتے ہیں تو کریں۔ یا یہ کہیں کہ ہمیں چونکہ زیادہ وقت چاہئے اس لئے آپ آزاد ہیں درمیان کی کوئی صورت نہیں ہونی چاہئے۔ اگر اس نصیحت کو ہم روزمرہ کے معاشرے میں رائج کر دیں تو ہماری اقتصادیات بھی بہتر ہو جائیں گی اور ہمارے سوشل تعلقات اور معاملات بھی خدا کے فضل سے بہتر ہو جائیں گے۔

ایک آخری بات میں اس موقع پر کہنا چاہتا ہوں یہ مضمون تو لمبا ہے اور بھی خطبوں میں چلے گا کہ ایک ایسی بات جس کو میں آج اس نئے مرکز میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے بطور اعلان کے کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہماری آئندہ ضرورتوں کو پورا کرنے کے خیال میں از خود ہی ہمیں بڑی بڑی جگہیں مہیا کرتا چلا جا رہا ہے اور ایک جگہ کے تنگ ہونے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ اور جگہ عطا فرما دیتا ہے۔ آپ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہے۔ پس ان جگہوں کو جو آپ کو عطا ہو رہی ہیں خیر و برکت سے بھریں۔ اگر خیر و برکت سے بھریں گے تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں وعدہ فرماتا ہے کہ بَلۡدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّ رَبٌّ غَفُوۡرٌ کہ اچھا شہر پاک شہر جہاں اچھے شہری لوگ رہتے ہیں یا ایسی بستی جہاں اچھے اچھے لوگ ہیں اس کو بَلۡدَۃٌ طَیِّبَۃٌ کہا جاتا ہے۔ وَّ رَبٌّ غَفُوۡرٌ اور اللہ بخشش کرنے والا ہے۔ بڑی برکتیں پڑتی ہیں ایسی جگہ میں جہاں اچھے لوگ اس بستی کو طیب بنا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر میری مغفرت کا سلوک ان سے جاری رہتا ہے جو کمزوریاں ہیں ان پر بھی پردے پڑ جاتے ہیں ان کی خوبیاں بڑھتی رہتی ہیں۔ بہت ہی پیارا نقشہ ہے۔ پس ہر اس جگہ کو جو خدا تعالیٰ مزید وسعتیں دیتے ہوئے آپ کو عطا کرتا ہے اسے بَلۡدَۃٌ طَیِّبَۃٌ میں تبدیل کریں اور اپنی پاکیزگیوں سے اس جگہ کو اچھا بنا دیں۔ یہ تو خوش خبری کا اعلان ہے۔

ایک اور انذار بھی ہے چونکہ خوش خبری کے ساتھ انذار لگا ہوا ہے میں نے بار بار یہ جماعت کو نصیحت کی ہے کہ اپنے سودوں میں آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کو پیش نظر رکھیں کہ جو بھی حرام کا

کاروبار کرتا ہے خصوصاً سؤر اور شراب کا کاروبار کرتا ہے اس پر رسول کریم ﷺ نے لعنت ڈالی ہے اور اس سودے کو ملعون قرار دیا ہے۔ اس لئے بار بار نصیحت کی کہ اس سے باز آ جاؤ اور پہلا قدم یہ اٹھایا گیا کہ میں نے کہا کہ میں ایسے لوگوں کا چندہ جماعت کے لئے وصول نہیں کروں گا۔ اگر انہوں نے ایسی زندگی بسر کرنی ہے کہ ایسا رزق اپنے لئے اپنا لیتے ہیں جس پر رسول اللہ ﷺ لعنت ڈال چکے ہیں تو ٹھیک ہے اپنی ذات پر، اپنے بچوں پر یہ حرام رزق خرچ کرتے رہیں جماعت کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں لیں گے۔ ایک لمبا عرصہ تک ان سے یہ سلوک رکھا گیا جب کہ جماعت کی طرف سے مجھ پر بار بار دباؤ ڈالا گیا کہ یہ لوگ اب ڈھیٹ ہو چکے ہیں جنہوں نے توبہ کرنی تھی کر لی ہے جن تک بات پہنچی تھی پہنچائی گئی، بار بار پہنچائی گئی۔ جنہوں نے اثر قبول نہیں کیا ان کے لئے اب کچھ اور قدم اٹھانا چاہئے۔ میں ان سے کہتا تھا جماعت میں شرافت ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ شرافت کام آئے گی ناراضگی کا اظہار ہوگا تو آہستہ آہستہ باز آ جائیں گے لیکن افسوس کہ ہمبرگ کے ریجن میں خصوصیت سے ایسے بدنصیب سارے جرمنی میں سب سے زیادہ موجود ہیں جن پر یہ نیک نصیحتیں اثر انداز نہیں ہوئیں۔

ایک موقع پر ایک دفعہ ایک شریف انسان کسی دوکان سے ایک بڑا سودا کر کے آیا، چیزیں لے لیں اور پیسے کہا کہ بعد میں پہنچ جائیں گے اور ایک دو تین مہینے گزر گئے اس کو بل نہیں آیا۔ آخر وہ دکاندار کے پاس پہنچا۔ اس نے اس کو پیسے بھی ادا کئے اور پوچھا کہ آپ نے تین مہینے تک اتنی خاموشی اختیار کی مجھے بل ہی نہیں بھیجا، یاد دہانی نہیں کرائی۔ تو دکاندار نے کہا میں شرفاء کو یاد دہانی نہیں کرایا کرتا۔ مجھے پتا ہے کہ شرفاء خود ہی خیال رکھتے ہیں تو اس نے کہا اگر کوئی نہ دے اور نہ ہی دے تو اس نے کہا پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ شریف انسان نہیں ہے پھر اس کو یاد دہانی کرواتا ہوں۔ تو جب اتنی لمبی مدت گزر گئی اور میں نے آپ کے اندر شرافت کے کوئی آثار نہیں دیکھے یعنی ان لوگوں میں جن کو یہ لمبے عرصے تک مہلت دینا، ان کو ہلاکت سے بچا نہیں سکا تو آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ امیر صاحب جرمنی سے جیسا کہ میں نے رستے میں بات کی تھی ایسے وہ لوگ جن کو مہلتیں دی گئیں اور وہ ہٹ دھرمی سے اس بات پر قائم ہیں ان کے اخراج از جماعت کا اعلان کر دیں اور اب ان کی مرضی ہے انہوں نے دنیا قبول کر لی ہے تو دنیا میں رہیں۔ آئندہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

جماعت سے ان کا کوئی تعلق نہیں اوران آخرین میں وہ نہیں لکھے جائیں گے جن کا ذکر یہاں چل رہا ہے اگر کوئی ان میں، کسی میں شرافت اور حیا ہے تو خدا اسے بچالے اور باقیوں کا معاملہ پھر خدا کے سپرد ہے وہ جو چاہے ان سے سلوک فرمائے۔